هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم آیاته و یزکیهم

اردو ترجمہ

حیات القلوب

جلد دوم

مؤلفہ علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ

مترجم

مولوی سید بشارت حسین صاحب کامل مرزا پوری

حیات القلوب
جلد 2
صفحہ 1 سے 209

5/11

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی وَمَنِ اتَّبَعَ الۡھُدٰی۔

پیشِ لفظ !

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے اس بے بضاعت کو اس کتاب حیات القلوب جلد دوم مؤلفہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے اُردو ترجمہ کی توفیق عطا فرمائی اور اس دینی خدمت کی تکمیل کا شرف بخشا جو جلد اوّل کتاب ہذا کے ترجمہ سے فارغ ہونے کے بعد تھوڑا تھوڑا کر کے مکمل ہو گیا۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰے ذَالِکَ۔

اس جلیل القدر اور کثیر الفوائد کتاب میں جناب سرورِ کائنات فخرِ آدمؑ وبنی آدم باعثِ خلقتِ عالم، پیغمبر آخر الزمان حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ مقدسہ کے تمام وکمال حالات درج ہیں۔ ابتدائے خلقتِ نورؐ اور آپ کی ولادتِ باسعادت سے وفات حسرت آیات تک کے واقعات نہایت شرح وبسط کے ساتھ جمع کیے گئے ہیں۔ یعنی آپؐ کے اور آپؐ کے اہلبیت علیہم السلام کے نور کی خلقت؛ آپ کا نسب؛ آپ کے آباؤ اجداد میں جناب ہاشمؑ سے جناب ابو طالبؑ تک کے حالات اور ان حضرات کی زندگی کے اہم واقعات؛ آنحضرتؐ کے متعلق پیشین گوئیاں؛ آپ کی ولادت؛ رضاعت؛ جناب ابو طالب کی آپ سے محبت اور جان سپارانہ حمایت؛ آنحضرتؐ کے اخلاقِ حسنہ اور خصائلِ حمیدہ؛ حضرتؐ کے معجزات بالتفصیل یعنی جمادات ونباتات وحیوانات واجرام وسماوی وغیرہ وغیرہ سے متعلق معجزات؛ غزوات؛ معراج اور مباہلہ کے مکمل حالات؛ اصحاب اور اُمت کے فضائل؛ آپ کی تبلیغ؛ اسلام کی خوبیاں؛ آپ کے خاص خاص اصحاب یعنی جناب سلمان وابو ذر ومقداد وعمار وغیرہم رضوان اللہ علیہم کے حالات؛ اُن حضراتؓ کی دینداری اور حمایتِ اہلِ بیتؑ؛ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کی روئیداد نہایت تشریح وتفصیل کے ساتھ مسطور ومرقوم ہیں۔

یہ کتاب صحیح اسلامی تعلیم وتبلیغ کا دفتر ہے جو نہ صرف عام مومنین کی دینی معلومات کی ضامن ہے بلکہ اُن کی تہذیب واخلاق؛ عادات واطوار اور اعمال وکردار کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی ذمہ دار ہے بشرطیکہ خلوص سے عمل کیا جائے۔ یہ کتاب عام واعظین کے لیے خصوصاً صرف اُردو دان ذاکرین کے لیے ایک انمول تحفہ اور معلومات کا بیش بہا خزانہ ہے۔

مجھے اپنی بے بضاعتی اور علمی سرمایہ کی کمی کا اعتراف ہے۔ میں نے احادیث کا صرف لفظی ترجمہ کر دینے پر اکتفا نہیں کی ہے بلکہ اپنی اُردو زبان میں محاورات کے مطابق مفہوم ادا کرنے کی

با اعجازِ نورِ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وُہ پتھر خود اُنہی کے سینہ و سر پر واپس پڑنے لگے اُدھر اُن شیرانِ بیشۂ شجاعت نے نیام سے تلواریں کھینچیں اور نورِ سیّدِ انام سے توسل کرکے اُن کافروں پر حملہ کیا اور اُن سب کو جہنم میں پہنچا دیا۔ اس قضیہ داہیہ کے بعد عبدالمطلب نے وہب سے فرمایا کہ کل صبح انشاء اللہ ہم اور تم قوم کی موجودگی میں اس تقریب نکاح کو سرانجام دینگے۔

دوسرے روز صبح کو عبدالمطلب نے اپنی اولاد اور اعزا کو ساتھ لیا۔ وہب نے بھی اپنے عزیزوں کو جمع کیا۔ جب دونوں طرف کے لوگ جمع ہوگئے عبدالمطلب نے نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ خطبہ پڑھا اور فرمایا میں خدا کی حمد کرتا ہوں شکر کرنے والوں کی سی حمد۔ ایسی حمد جس کا وُہ سزاوار ہے" ان نعمتوں پر جو اُس نے ہمیں بخشی ہیں اور ہم کو اپنے حرم کا ہمسایہ قرار دیا ہے۔ اور اپنے حرم میں جگہ دی ہے۔ اور اپنے بندوں کے دلوں میں ہماری محبت ڈال دی ہے اور ہم کو تمام اُمتوں پر فضیلت دی ہے اور ہماری تمام بلاؤں اور آفتوں سے حفاظت کی ہے۔ اور میں حمد کرتا ہوں اُس خدا کی جس نے ہمارے لئے نکاح کو حلال اور زنا کو حرام قرار دیا ہے۔ واضح ہو کہ ہمارا فرزند عبداللہ تمہاری بیٹی آمنہ کی اتنے مہر پر خواستگاری کرتا ہے کیا تم کو منظور ہے؟ وہب نے کہا ہاں ہم راضی ہیں اور ہم نے قبول کیا۔! عبدالمطلب نے قوم سے فرمایا آپ لوگ گواہ ہیں۔ اس کے بعد عبدالمطلب نے چار روز تک تمام مکّہ والوں اور قریب و جوار کے لوگوں کی دعوتِ ولیمہ کی۔ غرض عبداللہ و آمنہ کی مزاوجت کو ایک رات گزری اور طلوعِ آفتاب کا وقت قریب آیا تو خلاقِ عالم نے جبریلؑ کو حکم دیا انہوں نے جنت الماویٰ میں ندا کی کہ پیغمبر بشیر و نذیر و سراجِ منیر کے ظہور کے اسبابِ تقدیر تمام ہوئے۔ وُہ پیغمبر جو نیکیوں کا حکم کرے گا اور بُرائیوں سے روکے گا اور لوگوں کو حق کی دعوت دے گا اور میرے بندوں پر میری رحمت اور صاحبِ امانت و صیانت ہوگا۔ اُس کا نورِ ہدایت اطرافِ عالم میں ظاہر ہوگا۔ جو شخص اس کو دوست رکھے گا اس کو شرف و عطا کی خوشخبری ہے۔ اور جو اُس کو دشمن رکھے گا اُس کے لئے بدترین عذاب ہوگا۔ وُہ وہی ہے جس کی پاکیزہ طینت کو آدمؑ کی خلقت سے پہلے میں نے تمہارے سامنے پیش کی تھی۔ اُس کا نام آسمان میں **اَحْمَدْ** اور زمین میں **مُحَمَّدْ** (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہے اور بہشت میں ابوالقاسمؐ۔ یہ سُنکر فرشتوں نے تسبیح و تقدیس و تکبیر کی آوازیں بلند کیں۔ بہشت کے دروازوں کو کھول دیا اور جہنم کے دروازوں کو بند کردیا۔ حُوروں نے بہشت کے بالاخانوں سے سر نکالا۔ بہشت کے طائروں نے طرح طرح کے نغموں میں بہشت کے درختوں پر خالقِ زمین و زمان کی تسبیحیں کرنا شروع کیں۔ پھر جبرئیلؑ ہزار فرشتوں کے ساتھ زمین پر آئے اور اطرافِ عالم میں حبیبِ کردگار کے انعقادِ نطفہ کی خوشخبری پہنچائی اور دریاؤں، پہاڑوں اور بادل کے خازنوں اور تمام مخلوقاتِ زمین کو مژدۂ سرور دیا یہانتک کہ زمین ہفتم کے ساکنین تک کو یہ خوشخبری پہنچائی۔ ان میں سے جس جس نے اُس برگزیدۂ خدا کی محبت اختیار کی خدا کی رحمت سے سرفراز ہوا، اور جس نے عداوت کو دل میں جگہ دی وُہ الطافِ الٰہی سے محروم ہوگیا اور شیاطین کو پابزنجیر کیا اور آسمانوں کی خبریں سُننے سے روک دیا۔ ان کو شہاب کے تیروں سے مار کر

آسمان کے ہر دروازہ سے بھگا دیا۔ دوسرے روز جُمعہ کو جو عرفہ کا دن تھا عبداللہؑ اپنے باپ بھائیوں کے ساتھ بیابانِ عرفات میں گشت میں مصروف تھے۔ وُہ لوگ بہت پیاسے تھے۔ اس بیابان میں پانی نہ تھا۔ ناگاہ نہایت صاف پانی کی نہر دکھائی دی جس کو دیکھ کر وہ بہت متعجب ہوئے۔ دفعتہً ایک منادی کی آواز سُنی کہ اے عبداللہؑ اس پانی کو پیو۔ اس وقت عبداللہؑ نے سمجھا کہ وُہ آسمانی نہر اُس برگزیدۂ معبود کے انعقادِ نطفہ کے لئے زمین پر ظاہر ہوئی ہے۔ وُہ اسی وقت اپنے خیمہ میں بعجلتِ تمام واپس آئے اور آمنہؑ سے فرمایا کہ اُٹھو۔ غسل کرو، پاکیزہ کپڑے پہنو، اور خوشبو لگاؤ۔ عنقریب اُس نورِ ربانی کا مخزن ہوا چاہتی ہو۔ غرض وُہ اُس وقت سیّدالمرسلینؐ سے حاملہ ہوئیں اور وُہ نور عبداللہؑ کی صلب سے آمنہؑ کے رحمِ مطہرہ میں منتقل ہوا۔ آمنہؑ کہتی ہیں کہ جب عبداللہؑ مجھ سے مقاربت کر رہے تھے ایک نور اُن سے ساطع ہوا جس نے آسمانوں اور زمینوں کو روشن کر دیا تھا۔ پھر وہی شعاع جبینِ آمنہؑ سے آئینہ میں عکسِ آفتاب کے مانند نمایاں ہوئی۔

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ ایک عورت فاطمۂ مرہ کی بیٹی تھی جس نے انبیاؑ و علمائے گزشتہ کی بہت سی کتابیں پڑھی تھیں۔ ایک روز حضرت عبداللہؑ اُس کی طرف سے گزرے۔ اُس عورت نے پُوچھا آپ ہی ہیں جن کا فدیہ سو اونٹ آپ کے والد صاحب نے دیا ہے؟ فرمایا ہاں۔ اس نے کہا کیا اچھا ہو کہ آپ مجھ سے عقد کرلیں اور صرف ایک مرتبہ مجھ سے قربت فرمائیں۔ میں سو اونٹ اس کے عوض آپ کو دُونگی۔ حضرت عبداللہؑ نے توجہ نہ کی۔ جب نطفۂ طیبہ حضرت رسالت پناہ صلعم رحمِ آمنہ میں منعقد ہوگیا پھر حضرت عبداللہؑ ایک روز اُسی عورت کی طرف سے گزرے لیکن اس کی وُہ پہلی خواہش نہ پائی، اس کا سبب دریافت کیا۔ اُس نے کہا جس امر کے واسطے میں آپ کو چاہتی تھی وُہ تقدیرِ الٰہی کے سبب دُوسرے کے نصیب میں تھا۔ وُہ اس نورِ خداوندی سے بہرہ ور ہوئی۔

روایت ہے کہ جب عبداللہؑ کا عقد آمنہؑ سے ہوگیا دو سو عورتیں اُن کی حسرت میں ہلاک ہوگئیں اور جب وقت آیا کہ وُہ نور عبداللہؑ کی جانب سے منتقل ہوا اس قدر روشن و درخشاں ہوا کہ کسی کی طاقت نہ تھی کہ رات کے وقت ان کے روئے تاباں پر نظر کرسکے وُہ جس پتھر یا درخت کی جانب سے گزرتے تھے، وُہ سب آپ کی طرف سجدہ میں گر پڑتے تھے اور حضرتؑ کو سلام کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہؑ نے سوئے بہشت رحلت فرمائی جناب رسالت مآب صلعم کی عمرِ مُبارک ۲ دُو ماہ کی تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ سات مہینے کے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضورؐ ابھی پیدا نہ ہوئے تھے۔ اور جب حضرت آمنہؑ کی وفات ہوئی حضرتؐ کا سن مبارک ۴ چار سال کا تھا۔ ایک روایت ہے کہ حضرت ۶ چھ سال کے تھے اور ایک روایت کے مطابق ۲ دُو سال چار مہینے کے تھے۔ اُن کا انتقال ابوا میں ہوا جو مکّہ و مدینہ کے درمیان ایک منزل ہے۔ اور جب حضرت عبدالمطلبؓ نے وفات پائی آپؐ کی عمر ۸ آٹھ سال ۲ دُو مہینے دس روز کی تھی۔

روایت خاصہ و عامہ میں وارد ہوا ہے کہ ایک رات جناب سرورِ عالم اپنے پدر بزرگوار جناب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ خَیْرَةِ الْوَرٰی۔ اما بعد احقر عباد اللہ محمد باقر ابن محمد تقی عفی اللہ عن جرائمہما کی تالیف سے تاریخ ولادت و وفات و معجزات و غزوات اور تمام احوال شریفہ حضرت خاتم النبیین و اشرف المرسلین و سید المنتجبین محمد ابن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حبیبِ اللہ العالمین اور آپؐ کے آبائے طاہرین اور اصحاب متدینین کے حالات میں "حیات القلوب" کی یہ دوسری کتاب ہے اور اس کے چند ابواب ہیں۔

باب اوّل

حضرت سرورِ انبیاءؑ کا نسب مبارک اور آنحضرتؐ کے آباؤ اجداد کے حالات

پہلی فصل — آنحضرتؐ کے نسب کا تذکرہ۔

آنحضرتؐ کا مشہور شجرۂ نسب یہ ہے:۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبداللہ وہ عبدالمطلب کے بیٹے وہ ہاشم کے وہ عبد مناف کے وہ قصی کے وہ کلاب کے وہ مرہ کے وہ لوی کے وہ غالب کے وہ فہر کے وہ مالک کے وہ نضیر کے وہ کنانہ کے وہ خزیمہ کے وہ مدرکہ کے وہ الیاس کے وہ مضر کے وہ نزار کے وہ معد کے وہ عدنان کے وہ اد کے وہ اود کے وہ الیسع کے وہ الہمیسع کے وہ سلامان کے وہ البنت کے وہ حمل کے وہ قیدار کے وہ اسمٰعیل کے وہ ابراہیم خلیلؑ کے وہ تارخ کے وہ ناخور کے وہ شروغ کے وہ ارغو کے وہ فالغ کے وہ عابر کے وہ شالخ کے وہ ارفخشد کے وہ سام کے وہ نوحؑ کے وہ ملک کے وہ متوشلخ کے وہ اخنوخ کے وہ الیارذ کے وہ مہلائیل کے وہ قینان کے وہ انوش کے وہ شیث کے اور وہ حضرت آدم علیہ السلام کے فرزند ہیں۔ حضرت ام سلمہ کی روایت کے مطابق عدنان اد کے بیٹے وہ زید کے وہ الثریٰ کے وہ اعراق الثریٰ کے بیٹے تھے۔ ام سلمہ فرماتی ہیں کہ زید ہی ہمیسع ہیں اور ثری بنت۔ اور اعراق الثریٰ اسماعیلؑ ہیں۔ اور ابن بابویہ کی روایت کے مطابق عدنان اد کے وہ اود کے وہ زید کے وہ یقدد کے وہ ہمیسع کے وہ بنت کے وہ قیدار بن اسمٰعیلؑ کے بیٹے ہیں۔ اور ابن عباس کی روایت کے مطابق یہ ہے کہ عدنان بن اد بن ادد بن الیسع بن الہمیسع بن یحشم بن منحز بن سابورغ بن الہمیسع بن بنت بن قیدار بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن تارخ بن شروغ بن ارغو بن غابر بن ارفخشد بن متوشلخ بن سام بن نوحؑ بن ملک بن اخنوع بن مہلائیل بن زبازر۔ اور ایک روایت کے مطابق

رنج واندوہ ہے اور نہ آنحضرتؐ فرماتے ہیں آج کے بعد تمہارے باپ پر کوئی تکلیف نہ ہوگی اور اے فاطمہؑ تم سمجھ لو کہ پیغمبرؐ کے لیئے گریبان کو چاک اور چہرہ کو زخمی نہ کرنا اور نہ فریاد کرنا بلکہ وہی کہنا جو تمہارے باپ نے اپنے فرزند ابراہیمؑ کی وفات کے وقت کہا تھا کہ آنکھیں روتی ہیں اور دِل دُکھتا ہے لیکن میں کوئی بات ایسی نہیں کہتا جو معبود کے غضب کا باعث ہو" اور اے ابراہیم ہم تم پر غمگین ہیں۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر ابراہیمؑ زندہ ہوتے تو پیغمبر ہوتے۔ پھر فرمایا اے علیؑ میرے قریب آؤ۔ جب وُہ نزدیک پہنچے تو فرمایا کہ اپنا کان میرے مُنہ کے قریب لاؤ۔ یہ دیکھ کر عائشہ و حفصہ نے کان لگائے کہ حضرتؐ کی باتیں سُنیں تو حضرتؐ نے فرمایا کہ خداوندا ان کے کان بند کردے کہ نہ سُن سکیں۔ پھر فرمایا اے میرے بھائی تم نے سُنا ہے جو خدا نے قرآن میں فرمایا ہے:۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ (آیت سورۃ بینہ پ ۳۰) یعنی یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے وہی لوگ بہترین خلق ہیں"۔ جناب امیرؑ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ ہاں میں نے سُنا ہے حضرتؐ نے فرمایا وُہ لوگ تم ہو اور تمہارے شیعہ اور مدد گار ہیں۔ اور اُن کی اور میری وعدہ گاہ قیامت کے دن حوضِ کوثر کے پاس ہے جس وقت کہ تمام اُمتیں دو زانو پڑی ہوں گی اور اُن کے اعمال خدا وندِ اعمال کے سامنے پیش ہوں گے اُس وقت خدا تم کو تمہارے شیعوں کو بُلائے گا اور تم لوگ نورانی چہروں اور روشن ہاتھ پیروں کے ساتھ آؤ گے اُس حالت میں کہ سیر و سیراب ہوگے۔ اے علیؑ تم نے وُہ سُنا ہے جو خدا نے قرآن میں فرمایا ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِیْنَ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِیَّةِ (پ ۳۰ سورۃ بینہ آیت ۶) یعنی بیشک جو لوگ اہلِ کتاب اور مشرکین میں سے کفر پر قائم رہے وہ ہمیشہ جہنم کی آگ میں جلتے رہیں گے اور وُہ بدترین خلق ہیں"۔ جناب امیرؑ نے عرض کی ہاں یا رسولؐ اللہ! حضرتؐ نے فرمایا وُہ یہودی اور بنی اُمیّہ اور اُن کی پیروی کرنے والے اور تمہارے دُشمن اور تمہارے شیعوں کے دُشمن ہیں وُہ قیامت کے دن بھوکے پیاسے سیاہ رُو اُٹھیں گے اور سخت تکلیف و مصیبت اور شدید عذاب میں ہوں گے۔ یہی حدیث کتاب سلیم بن قیس میں امیرالمومنین سے منقول ہے۔

تفسیر محمد ابن عباس بن ماہیار میں امام محمد باقرؑ سے مروی ہے اور ابن بابویہ نے بسندِ معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے اپنی وفات کے وقت جناب فاطمہؑ سے فرمایا کہ جب میں مر جاؤں تو میرے غم میں اپنے چہرے کو مت زخمی کرنا اور نہ اپنے بالوں کو پریشان کرنا۔ اور مجھ پر فریاد و نالہ اور نوحہ مت کرنا اور نہ نوحہ کرنے والوں کو طلب کرنا۔

کتاب بشارت المصطفےٰ میں روایت ہے کہ جب آنحضرتؐ اُس بیماری میں مبتلا ہوئے جس میں کہ حضرتؐ کی وفات ہوئی، جناب فاطمہ علیہا السّلام حسنؑ و حسینؑ کو لے کر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں جب حضرتؐ کو اس حالت میں دیکھا بے تاب ہوگئیں اور آنحضرتؐ پر اپنے تئیں گرا دیا اور سینۂ اقدس سے لپٹ کر بہت روئیں حضرتؐ نے فرمایا اے فاطمہؑ رو ؤمت اور صبر کرو۔ یہ سُنکر جناب فاطمہؑ اُٹھیں۔ حضرتؐ کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری تھے پھر حضرتؐ نے تین بار فرمایا خداوندا یہ میرے اہلبیتؑ ہیں میں ان کو ہر مومن کے سُپرد کرتا ہوں۔

شیخ مفید نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ کی رحلت ریاضِ جنت کی جانب قریب ہوئی آپ نے

امیرالمومنین سے فرمایا کہ یا علیؑ میرا سر اپنی گود میں لے لو کہ خدا کا حکم آپہنچا اور جب میری جان بدن سے جدا ہو جائے تو اپنے ہاتھوں کو میرے چہرے کے نیچے سے نکال کر اپنے مُنہ پر پھیر لینا۔ اور میرا سر قبلہ کی طرف کر دینا۔ پھر میری تجہیز کی جانب متوجہ ہونا اور سب سے پہلے تم مجھ پر نماز پڑھنا اور جب تک مجھے قبر میں نہ پہنچا دینا میرے پاس سے نہ ہٹنا اور ان تمام امور میں خدا سے مدد کے خواستگار رہنا۔ غرض جب آنحضرتؐ کا سر مبارک جناب امیرؑ نے اپنی گود میں لیا حضرتؐ بے ہوش ہوگئے۔ جناب فاطمہؑ حضرتؐ کے روئے اقدس کو دیکھتی تھیں اور روتی تھیں فریاد کرتی تھیں اور ایک شعر پڑھا جس کا مضمون یہ تھا کہ آنحضرت ایسے نورانی چہرے والے ہیں جن کی برکت سے لوگ بارش طلب کرتے تھے اور حضرتؐ یتیموں کے فریاد رس اور بیواؤں کے جائے پناہ تھے۔ جب جناب فاطمہؑ کی آواز آنحضرتؐ کے گوش مبارک میں پہنچی حضرتؐ نے آنکھیں کھول دیں اور کمزور آواز سے فرمایا کہ پارۂ جگر یہ کلام تمہارے چچا ابو طالبؑ کا ہے یہ مت کہو بلکہ کہو وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ (آیت ۱۴۴ سورۃ آلِ عمران پ ۴) یعنی محمدؐ تو بس رسولؐ ہیں جس طرح آپ کے پہلے انبیا تھے تو اگر وُہ موت سے ہمکنار ہو جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو تم اے مسلمانو کیا اپنے کفر کی طرف پلٹ جاؤ گے"۔ جناب فاطمہؑ یہ سُنکر بہت روئیں تو حضرتؐ نے اُن کو اپنے قریب بُلایا اور کوئی راز کی بات کہی جس سے جناب فاطمہؑ خوش ہوگئیں۔ جب آنحضرتؐ کی وفات ہوگئی حضرت علیؑ نے حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رُوئے اقدس کے نیچے سے ہاتھ نکال کر اپنے چہرے پر مل لیا اور آنحضرتؐ کی چشم ہائے مبارک کو بند کر دیا، آپ کے جسم پر کپڑا اُڑھا دیا۔ اُس وقت جناب فاطمہؑ سے کسی نے پُوچھا کہ وُہ کون سی بات تھی جو آنحضرتؐ نے آپ کے کان میں کہی تھی جناب معصومہؑ نے فرمایا کہ حضرتؐ نے مجھے خبر دی کہ اہلبیتؑ میں سب سے پہلے جو حضرتؐ سے جا کر ملے گا وُہ میں ہوں گی۔ اور میری مدتِ حیات حضرتؐ کے بعد زیادہ نہ ہوگی۔ اس سبب سے میرے رنج و ملال کی شدت میں سکون ہوگیا اس لیئے کہ میں نے سمجھ لیا کہ میری اور آنحضرتؐ کی مفارقت زیادہ دنوں نہ رہے گی۔

چونسٹھواں ۶۴ باب

آنحضرتؐ کی وفات کی عظیم مُصیبت اور آپؐ کی تجہیز و تکفین و دفن و نماز وغیرہ اور وُہ حالات جو اس کے بعد واقع ہوئے

واضح ہو کہ علمائے خاصہ و عامہ کا اعتقاد یہ ہے کہ آنحضرتؐ کی وفات حسرت آیات روز دوشنبہ کو ہوئی اور

اکثر علمائے شیعہ کا اعتقاد یہ ہے کہ حضرتؐ کی تاریخ وفات ماہِ صفر کی (۲۸) اٹھائیس ہے۔ اور علمائے عامّہ کی اکثریت نے بارہ ۱۲ ربیع الاوّل بیان کیا ہے۔ اور ہمارے علماء میں سے محمد بن یعقوب کلینی اس قول کے قائل ہوئے ہیں۔ لیکن پہلا قول زیادہ صحیح اور زیادہ مشہور ہے۔ اور علمائے عامہ میں سے بعض نے یکم ماہِ ربیع الاوّل اور بعض نے دُوسری اور بعض نے اٹھارھویں اور بعض نے دسویں اور بعض نے آٹھویں بھی کہی ہے۔ اور اس میں اختلاف نہیں ہے کہ اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سن مبارک تریسٹھ سال تھا اور ہجرت کا دسواں سال تھا۔

کشف الغمہ میں حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے ہجرت کے دسویں سال وفات پائی اور آپ کی عمر شریف تریسٹھ سال تھی۔ چالیس سال مکہ میں گزرے تھے وہیں حضرتؐ پر وحی نازل ہونا شروع ہوئی پھر تیرہ سال وہیں اور گزرے۔ جب آپ مدینہ میں ہجرت کر کے آئے تو آپ کی عمر شریف ترپن ۵۳ سال تھی ہجرت کے بعد مدینہ میں دس سال زندہ رہے اور آپؐ کی وفات دوسری ماہِ ربیع الاوّل روز دوشنبہ کو ہوئی [1]

نیز کشف الغمہ میں روایت ہے کہ آنحضرتؐ کا سن مبارک تریسٹھ ۶۳ سال تھا۔ اپنے والد بزرگوار کے ساتھ دو سال چار مہینے گزارے اور جب حضرت عبدالمطلبؑ کی وفات ہوئی تو آپؐ آٹھ برس کے تھے۔ اُن کے بعد آپؐ کے چچا ابوطالبؑ نے آپؐ کی کفالت وحمایت فرمائی۔ بعضوں نے کہا ہے کہ جب آپ کے پدر بزرگوار نے رحلت کی تو آپؐ ابھی پیدا بھی نہ ہوئے تھے۔ اور بعض کا قول ہے کہ آپؐ اپنے والد صاحب کی وفات کے وقت سات ماہ کے تھے اور جب آپؐ چھ سال کے ہوئے تو آپؐ کی والدہ ماجدہ نے وفات پائی۔ اور جب آپؐ کے چچا حضرت ابوطالبؑ نے باغِ جنت کی جانب رحلت فرمائی آپ کی عمر چھیالیس ۴۶ سال آٹھ مہینے چوبیس ۲۴ روز کی تھی اور تین ۳ روز بعد جناب خدیجہؑ نے رحلت فرمائی۔ لہٰذا اس سبب سے آنحضرتؐ نے اُس سال کا نام عام الحزن رکھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعثت کے بعد مکہ میں تیرہ سال مقیم رہے۔ پھر تین ۳ روز یا چھ ۶ روز غارِ ثور میں قیام پذیر تھے۔ اُس کے بعد مدینہ کی جانب ہجرت فرمائی اور گیارہ ماہ ربیع الاوّل روز دوشنبہ کو مدینہ میں داخل ہوئے اور دس سال مدینہ میں رہے۔ اور ہجرت کے دسویں سال اٹھائیس ماہِ صفر کو رحمت خلاقِ عالم سے فائز ہوئے۔

قطب راوندی نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ ایک روز ابوسفیان ملعون آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور کہا یا رسولؐ اللہ میں آپ سے کچھ سوال کرنا چاہتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کیا تو چاہتا ہے کہ میں تیرے سوال کرنے سے پہلے تیرے سوال بتا دوں اُس نے کہا ہاں یا رسولؐ اللہ۔ حضرتؐ نے فرمایا تو پوچھنا چاہتا ہے کہ میری عمر کتنی ہوگی کہا ہاں یا رسولؐ اللہ۔ حضرتؐ نے فرمایا میں تریسٹھ ۶۳ سال زندہ رہوں گا اُس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ نے سچ فرمایا۔ حضرتؐ نے فرمایا تو صرف زبان سے کہتا ہے دِل میں یقین نہیں ہے۔

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ علمائے شیعہ میں سے کوئی اس قول کا قائل نہیں۔ شائد یہ بات تقیہ پر محمول ہو۔ ۱۲

ابن بابویہ نے حضرت امام محمد باقرؑ سے بسندِ معتبر روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ روز دوشنبہ کو روزہ مت رکھو اور سفر مت کرو کیونکہ اُسی روز آنحضرتؐ نے دُنیا سے رحلت فرمائی۔ اور اس بارے میں آئمہ طاہرین سے بہت سی حدیثیں منقول ہیں۔

شیخ طوسی وغیرہم نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ اُن حضرتؑ نے فرمایا کہ جب تم پر کوئی مصیبت پڑے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مصیبت کو یاد کرو کیونکہ ایسی مصیبت لوگوں پر نہ کبھی پڑی ہے اور نہ کبھی پڑے گی۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یا علیؑ جب تم پر کوئی مصیبت پڑے تو میری مصیبت یاد کرو کیونکہ یہ سب سے زیادہ سخت مصیبت ہے۔

ابن بابویہ نے روایت کی ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیئے جبریلؑ امین بہشت سے چالیس درہم کے وزن کے برابر کافور لائے حضرتؐ نے اُس کے تین حصّے کیئے۔ ایک حصّہ اپنے واسطے رکھا، ایک حصّہ حضرت علیؑ کو دیا اور ایک حصّہ جناب فاطمہؑ کو دیا۔

شیخ طوسی نے بسند معتبر حضرت امیرؑ المومنین سے روایت کی ہے وہ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ میں آنحضرتؐ کی بیماری کے زمانہ میں ایک مرتبہ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ آنحضرتؐ آرام فرما رہے ہیں، اور آپؐ کا سرِ اقدس ایسے شخص کی گود میں ہے جس سے زیادہ خوبصورت میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ جب میں پہنچا تو اُس شخص نے کہا کہ لیجیئے اپنے بھائی کا سر اپنی گود میں کہ اس کے آپ مجھ سے زیادہ مستحق ہیں۔ اور آنحضرتؐ کا سر میری گود میں دے دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد آنحضرتؐ بیدار ہوئے تو فرمایا وہ صاحب کہاں گئے جو میرا سر اپنی گود میں لیئے ہوئے تھے ؟ میں نے جو کچھ گفتگو ہوئی تھی حضرتؐ سے بیان کی۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے اُن کو پہچانا ؟ میں نے عرض کیا نہیں یا حضرتؐ آپؐ پر میرے باپ ماں فدا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا وہ جبریلؑ تھے جب میری تکلیف زیادہ بڑھی تو آکر مجھ سے باتیں کرنے لگے یہاں تک کہ میرے درد و تکلیف میں کمی ہوئی۔ میں ان کی باتوں میں مشغول تھا کہ سو گیا۔

ابن بابویہ نے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے بیان کیا کہ میں نے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ آپ کی جب رحلت ہو جائے گی تو آپ کو غسل کون دے گا ؟ فرمایا ہر پیغمبر کو اُس کا وصی غسل دیا کرتا ہے۔ میں نے پوچھا کہ آپ کا وصی کون ہے یا رسولؐ اللہ۔ آپ نے فرمایا علیؑ بن ابی طالب۔ میں نے پوچھا وہ آپ کے بعد کتنے دنوں زندہ رہیں گے فرمایا تیس ۳۰ سال جیسا کہ یوشع بن نون جناب موسیٰؑ کے وصی ان کے بعد تیس سال زندہ رہے اور صفرا دختر شعیبؑ نے جو حضرت موسیٰؑ کی زوجہ تھی اُن پر خروج کیا اور کہتی تھی کہ اے یوشعؑ میں موسیٰؑ کی خلافت کی زیادہ مستحق ہوں۔ اور یوشعؑ نے اُس سے جنگ کی اور اُس کے لشکر والوں کو قتل کیا اور اُس کو گرفتار کیا پھر اُس کا احترام کیا۔ بے شبہ دختر ابوبکر اسی طرح ہزاروں نامردوں کو لے کر علیؑ پر خروج کرے گی اور علیؑ اُس کے لشکر کے لوگوں کو کثرت سے قتل کریں گے اور دُختر ابوبکر کو اسیر کریں گے پھر اُس کے ساتھ احسان کریں گے۔

کلینیؒ، صفارؒ، شیخ طوسیؒ، ابن بابویہؒ، قطب راوندی اور دُوسرے محدثین نے بسند معتبر حضرت امیرؑ المومنین، امام محمد باقرؑ، اور امام جعفر صادق صلوات اللہ علیہم اجمعین سے روایت کی ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے